تعارف کتب

رسولِ اکرم ﷺ مغربی اہل دانش کی نظر میں

تالیف، پروفیسر محمد شریف بقا

زیر نظر کتاب "رسول اکرم ﷺ مغربی اہل دانش کی نظر میں" میں پروفیسر شریف بقا نے مغرب کے بعض دانشوروں کے ایسے تاثرات اور اقوال جمع کر دیئے ہیں، جن کی روشنی میں مستشرقین کی تنگ نظری کے علی الرغم رسول اکرم ﷺ کی جاذب اور ہمہ گیر شخصیت اور ان کے پیغام کی افادیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

فاضل مؤلف کو اس بات کا افسوس ہے کہ مخصوص سیاسی اور مذہبی پروپیگنڈے کی بنا پر، عرصۂ دراز سے یہودی اور عیسائی دانشور نہ صرف اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرتے چلے آئے ہیں بلکہ وہ حضور ﷺ کی شخصیت کی کردار کشی کی مذموم مہم میں بھی پیش پیش رہے ہیں۔ اس پر مستزاد المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں کے مغرب زدہ سکالرز (جو بزعمِ خود اپنے آپ کو "روشن خیال" کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں) بھی ضعیف اور غیر مستند روایات کا سہارا لے کر اسلام کو نشانۂ تضحیک بنانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ان "دانشوروں" نے اگر اسلام کا مطالعہ تعصب کی عینک اتار کر کیا ہوتا تو ہمیں یقین ہے کہ وہ اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ حرکات کا کبھی ارتکاب نہ کرتے۔

پروفیسر شریف بقا لکھتے ہیں کہ اکثر مستشرقین (Orientalists) اپنی لاعلمی کی بنا پر رحمۃ للعالمین ﷺ کو پیغمبر عرب قرار دیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے ابدی پیغام کے پیش نظر، انہیں صرف عرب کی سرزمین تک محدود کر دینا ایک صریح زیادتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین ہونے کی حیثیت سے حضور ﷺ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت ہیں اور آپؐ کی نبوت عالمگیر اور ابد شناس بن گئی ہے۔ کیوں نہ ہو، سورج اگرچہ ہر صبح مشرق سے طلوع ہوتا ہے مگر وہ کسی ایک مقام پر رُکتا نہیں، مسلسل محو سفر رہتا ہے اور سفر کے دوران تمام مقامات کو منور کرتا جاتا ہے۔ یہی حال آفتابِ رسالت کی نورانی کرنوں کا

ہے۔ عرب کے علاوہ دنیا کے باقی علاقوں کے انسان بھی اِن کرنوں کی بدولت' ایمان و ایقان کی دولت سے اپنی جھولیاں بھرتے چلے جاتے ہیں۔

مغربی دانشوروں نے اس امر پر خوشگوار حیرت کا اظہار کیا ہے کہ ہادی برحق ﷺ کے خارجی حالات تو وقت کے ساتھ ساتھ تغیر پذیر ہوتے رہے' مگر حضورؐ کی اپنی شخصیت اٹل' مستحکم اور غیر متبدل رہی۔ عام انسان حالات کی جبریت سے مجبور ہو کر اپنے آپ کو حالات کے سپرد کر دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں' مگر عظیم انسان' خصوصاً اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر اور رسول' بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر اپنے نظریات نہیں بدلتے بلکہ وہ زمانے کو اپنے عظیم مقاصد کے مطابق ساز گار بنا کر دم لیتے ہیں۔ ہادیٔ برحق ﷺ نے نامساعد حالات کے دور میں بھی اعلیٰ اخلاق اور انسانیت ساز اصولوں پر عمل کیا۔ انہوں نے کسی حال میں بھی فقر و غنا اور تسلیم و رضا کے مسلک کو نہیں چھوڑا۔ اسی طرح خارجی حالات بھی ان کی شخصیت کا رخ اپنی جانب نہ موڑ سکے۔ یہ حضورؐ کے کردار کی بلندی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

غور سے دیکھا جائے تو دنیا کے کسی بھی دور میں چند سالوں کے اندر اتنا عظیم اور اتنا دائمی انقلاب بپا نہیں ہوا جتنا اسلام کی وساطت سے ہوا۔ اس انقلاب کے اثرات کروڑوں انسانوں پر آج بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی تبلیغ حق کے تئیس (۲۳) سال کے قلیل عرصے میں عرب کے وحشی انسانوں کو مہذب' جاہلوں کو حکمت آشنا اور نفرت و عداوت کے حاملین کو محبت و صلح کا علمبردار بنا دیا تھا۔ یہی آپؐ کا سب سے بڑا معجزہ تھا۔ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو ظاہری معجزات دیئے گئے تھے مگر رسول کریم ﷺ کو ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے معجزات سے نوازا گیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضور ﷺ تمام نبیوں کے سردار تھے اور ان کا مقام سب سے بلند تھا۔ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

حسنِ یوسفؑ' دمِ عیسیٰؑ' یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند' تو تنہا داری

مغربی مفکرین کے شبہات کا ازالہ کرنے کے عمل میں' فاضل مصنف قارئین کی

توجہ اس نکتے کی جانب مبذول کراتے ہیں کہ قرآن مجید نے عقل و فکر سے کام نہ لینے والوں کو جانوروں سے بھی بد تر قرار دیا ہے اور اس نے مطالعۂ کائنات اور مطالعہ تاریخ امم پر بہت زور دیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان خدا کی نشانیوں کو کائنات میں دیکھ کر اس کی عظمت اور حکمت بالغہ کے قائل ہو سکیں۔ مصنف درست فرماتے ہیں کہ غور و فکر کا یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے' کیونکہ سائنس نے اپنی محیرالعقول کامیابی کے علی الرغم' ہنوز بہت سی ارتقائی منازل طے کرنی ہیں۔ تسلیم' سائنس نے بہت ترقی کرلی ہے' تاہم ابھی بہت سے حقائق ایسے ہیں جو اس کی گرفت سے باہر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سائنس اور فلسفہ حقائق کی جزوی اور محدود تحقیق سے عبارت ہیں' مگر اسلام کلیت (Totality) کا مظہر ہے' سائنس کا جزوی علم' کسی طور اسلام کی کلیت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عقل بلاشبہ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے مگر اس کا دائرہ محدود ہے اور روحی اور الہام کے جملہ حقائق ہنوز اس کی دسترس سے باہر ہیں۔ اقبال فرماتے ہیں ؎

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

اکثر مستشرقین اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی مکی زندگی تو تبلیغ و وعظ پر مبنی تھی مگر ان کی مدنی زندگی تبلیغ اسلام کی بجائے سیاسی روپ اختیار کر گئی تھی۔ دوسرے لفظوں میں ان دانشوروں کو اس دونوں طرز کی زندگی میں کوئی مطابقت دکھائی نہیں دیتی۔ یہ دانشور اسلام کی اصل انقلابی روح کو سمجھنے سے ہی قاصر ہیں۔ اسلام کے مزاج میں دین اور دنیا کے تقاضوں میں کوئی فرق نہیں' دونوں ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کو قطعی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ جب ہادیٔ اعظم ﷺ نے مکہ میں اللہ تعالٰی کی وحدت اور اپنی رسالت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ لا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ تو یہ اعلان تمام باطل نظام ہائے حیات کے لئے ایک زبردست چیلنج تھا۔ یہ صرف مروجہ عقائد' معاشرت' تہذیب' معیشت اور اخلاقیات ہی کی نفی نہیں کرتا تھا' بلکہ اس کا ہدف باطل نظام سیاست کی مکمل طور پر بیخ کنی کرنا تھا۔

فاضل مصنف نے بعض مغربی مصنفین کی اس غلط فہمی کو بھی دور کرنے کی کوشش کی

ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت حالات کا لازمی تقاضا تھی۔ یہ دانشور آنحضور ﷺ کی عظمت کو گھٹانے کے لئے یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ زمانے کے حالات کو بدلنے میں حضور اکرم ﷺ کو کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی' کیونکہ ان کے بقول حالات پہلے ہی سے سازگار ہو چکے تھے۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ حالات پر اثر انداز نہیں ہوئے تھے بلکہ حالات نے ان کی تحریک کو جنم دیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر تعصّب کی عینک اتار کر دیکھا جائے تو عرب کی تاریخ ایسے مستشرقین کی اس غلط فہمی کی سختی سے تردید کرتی ہے۔ ان کی یہ بات تاریخی حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے مترادف ہے۔ تمام غیر متعصب تاریخ دان اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے کے حالات صرف عرب میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی مذہبی' معاشرتی' اقتصادی' سیاسی' تہذیبی اور تمدنی لحاظ سے سخت بحرانی کیفیت سے دوچار تھے۔ ہندوستان میں ذات پات کے ظالمانہ نظام' مصر میں استبدادی طرز حکومت' یونان کی بگڑی ہوئی تمدنی حالت' ایران اور روم کی استحصال پسندی اور تنگ نظری اور اہل مذہب کی سیاہ کاریوں نے انسان کی زندگی کو اجیرن بنا کر رکھ دیا تھا۔ عرب کی زبوں حالی اس حقیقت کی غماز تھی کہ آنحضور ﷺ کی بعثت کے وقت حالات قطعاً سازگار نہ تھے۔ آپؐ کی تشریف آوری سے قبل انسانیت ملوکیت' پاپائیت اور دیگر زنجیروں میں بری طرح جکڑی ہوئی تھی۔ رسول اکرم ﷺ کا انسانیت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپؐ نے اسے ان زنجیروں سے نجات دلائی اور قدیم فاسد نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا اور اس کی جگہ انصاف پر مبنی ایک نیا نظام متعارف کرایا۔

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا یہ اثر تھا کہ جو عرب حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان کی کایا ایسی پلٹی کہ وہ ظلمت سے نور' جہالت سے علم' حماقت سے حکمت اور بدی سے نیکی کی جانب راغب ہو گئے۔ جب ان کے دل و دماغ کی دنیا میں انقلابِ عظیم آ گیا تو پھر وہ قرآنی حقائق اور رسول اکرم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ کو سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ اسلام نے انہیں اخوت' مساوات' عدل و انصاف اور حریت کے

(باقی صفحہ ۶۳ پر)